زبدۃ الاتقان از مالکی اور التبیان از صابونی کی مشترک ابحاث کا تقابلی مطالعہ

(A Comparative Study of the Commonalities of Zubda al-Atqan by Maliki & Al-Tibyan by Saboni)

* محمد رفاقت علی

** حافظ محمد نوید

ABSTRACT

The first interpretor of the Holy Qur'an was the Holy Prophet (PBUH). Whenever the Companions of the Holy Prophet (PBUH) found it difficult to understand the meaning of a Verse, the Holy Prophet (PBUH) would solve it. After the demise of the Holy Prophet, during the caliphate of Hazrat Ali (RA) the work of formulating rules and regulations was started regularly. After that Tabi'ein 'Uzzaam (may God have mercy on him) expanded this knowledge in different areas.

In the third century AH, this knowledge became a regular form of art. Researchers began to bring this art in bookish form on a regular basis. In every coming era, this work began to grow faster and brighter than before.

Zubdat al-Atqan fi Uloom al-Quran and Al-Tebian fi Uloom al-Quran are also a link in the same chain. In both of these books, the research of this art has not only been described in a very beautiful and easy way but also modern research has been added to them which is missing in other books. There are six commonalities in them. In general, the same discussion has been presented. The only difference is in the words and the statement, but some of the researches have been used separately. This article is an effort to give a comparative analysis on these commonalities found in these books.

KEY WORDS: *Holy Qur'an, Holy Prophet (PBUH), Hazrat Ali (RA), Tabein Azaam.*

قرآن کریم میں نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے جو مقاصد ذکر کیے گئے ہیں، ان میں اُمت کو قرآنی آیات کی تلاوت کے ساتھ اِن کے معانی و مفاہیم سکھانا بھی شامل ہے۔ قرآن کریم کی وہ تشریحات جو نبی اکرم ﷺ اپنی امت کو دے کر گئے تھے، وہ آج بھی اسی طرح محفوظ ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم پھر تابعین و تبع تابعین نے قرآن کریم کی تعلیمات کو ایسے انداز میں پھیلایا جس کی مثال پیش کرنے سے تاریخِ انسانی قاصر ہے۔

---

* ریسرچ اسکالر پی ایچ ڈی، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، کراچی

** ریسرچ اسکالر پی ایچ ڈی، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

آپ ﷺ نے قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کی اس انداز سے ترغیب دلائی کہ محققینِ اسلام نے اپنی تحقیق کا مرکز و محور قرآن کریم بنالیا۔ اس تحقیق نے بہت سارے قرآنی علوم وفنون کی کی بنیاد ڈالی۔ قرآن کریم اور اس سے تعلق رکھنے والے علوم وفنون مثلاً جمعِ قرآن، اسبابِ نزولِ آیاتِ قرآنیہ، ترتیبِ قرآن، علمِ تفسیر، علمِ ترجمہ، علم الرسم و الخط، تلاوت و تجوید، علم النحو والصرف، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، مکی و مدنی سور کی معرفت وغیرہ پر اتنی زیادہ تحقیق کی گئی کہ باقی سماوی کتب پر نہیں کی گئی۔ نبی اکرم ﷺ کے پہلے مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جو کہ خالص عربی ہونے کی وجہ سے قرآن کریم کے اسلوب اور دلالات کو بخوبی سمجھتے تھے نیز قرآن کریم کے نزول کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے اور ان کے سامنے قرآن کا نزول ہوا، لہذا قرآنی آیات کے اسبابِ نزول، ناسخ و منسوخ اور محکم و متشابہ وغیرہ کو جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے بعد کا کوئی بھی بندہ اِن کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اسی وجہ سے قرآن کریم کی تفسیر سے متعلق نبی اکرم ﷺ کی احادیث کے بعد سب سے زیادہ معتمد قولِ صحابی ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ میں نبی اکرم ﷺ کی موجودگی کی وجہ سے علوم القرآن کو تحریری شکل میں لانے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن کریم کو جس خط میں لکھا گیا وہ رسم عثمانی سے جانا جاتا ہے۔ لہذا اس دور میں خط نسخ، خط کوفی، خط ثلث اور خط نستعلیق وغیرہ کا رواج پڑا اور کتابت کو ایک مستقل فن کی شکل دے دی گئی۔[1] حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں علم نحو کے قواعد کی ایجاد سے اعراب القرآن کی بنیاد ڈالی گئی۔[2] تابعین علیہم الرحمہ کے دور میں علم اسبابِ نزول، علم تفسیر، علم مقطوع و موصول قرآن، علم غریب اور علم ناسخ و منسوخ کی بنیادیں فراہم کی گئیں۔[3] اس کے بعد محققین و علماء کرام نے باقاعدہ تفاسیر لکھیں۔[4] علوم القرآن کی مختلف اقسام پر مستقل تصانیف کا سلسلہ دوسری صدی ہجری میں شروع ہو گیا۔[5] اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا اور مختلف زبانوں میں اس پر کام ہوتا رہا۔ اس سلسلہ میں دورِ حاضر کے نامور دو محققین "ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی اور ڈاکٹر محمد علی الصابونی" نے اس موضوع پر دو کتب تحریر کی ہیں۔ "زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن" ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی جبکہ "التبیان فی علوم القرآن" ڈاکٹر محمد علی الصابونی کی مصنفہ ہیں۔ ان دونوں کتب میں علوم القرآن کی کچھ مشترک ابحاث موجود ہیں۔ زیر نظر موضوع میں انہی ابحاث کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

زبدۃ الاتقان از مالکی و التبیان از الصابونی کی مشترک ابحاث کا تقابلی مطالعہ

علوم القرآن ایک ایسا موضوع ہے جس پر ہر دور میں مسلم محققین نے کتب تصنیف کی ہیں۔ ہر نئے دور میں اس کی نئی جہتوں پر کام کیا گیا۔ اس موضوع کو نہ صرف عرب علماء نے زیرِ بحث لایا بلکہ مختلف علاقوں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم نے اپنی دلچسپی کا مرکز بنایا۔ دور حاضر میں لکھی جانے والی دو کتب "زبدۃ الاتقان از مالکی اور التبیان از الصابونی" کا تعلق بھی اسی موضوع کے ساتھ ہے۔ علامہ مالکی اور الصابونی دور حاضر کے مشہور محققین میں شمار کیے جاتے

ہیں۔ انہوں نے علوم القرآن کے فن کو آسان اور سادہ الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ ذیل میں زبدۃ الاتقان اور التبیان کی مشترک ابحاث کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جا رہا ہے:

زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن

زبدۃ الاتقان کے مصنف کا تعارف:

ڈاکٹر سید محمد علوی مالکی ۱۹۴۳ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی نام محمد حسن جبکہ بعد میں آپ کو صرف محمد نام سے شہرت حاصل ہوئی۔ آپ کا پورا خاندان فقہ مالکی کی اتباع کرنے والا تھا۔[6] مختلف ممالک سے تعلیم کے حصول کے بعد آپ الازہر یونیورسٹی سے آپ پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ [7]مسجد حرام میں درس، ریڈیو اور ٹی وی پر تقاریر کے علاوہ مختلف محافل میں بھی شرکت کیا کرتے تھے۔ گورنمنٹ شریعت کالج مکہ مکرمہ میں چند سالوں کے لیے پروفیسر بھی تعینات رہے۔[8] ۲۰۰۰ء میں الازہر یونیورسٹی نے آپ کو پروفیسر کا دائمی لقب عطا کرتے ہوئے پی ایچ ڈی کی اعزازی ڈگری بھی عطا کی۔[9] ایک سو سے زائد کتب آپ نے تصنیف کیں۔ انہی میں سے ایک زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن بھی ہے۔[10] ۲۹ اکتوبر ۲۰۰۴ء کو آپ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کے جنازے میں ۱۰ لاکھ لوگوں نے شرکت کی۔[11]

زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن کی مشترک ابحاث

دنیا میں علوم القرآن کے دو منہج رائج ہیں۔ اس موضوع کی ہر ایک جزو پر علیحدہ کتاب تصنیف کی جاتی۔ اس منہج کو ابتدائی دور میں اختیار کیا گیا۔ کچھ صدیوں بعد علوم القرآن کی تمام اجزاء اور ابحاث کو ایک کتاب میں لکھا جانے لگا۔ زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن اور التبیان فی علوم القرآن کا تعلق دوسرے منہج کے ساتھ ہے۔ ان دونوں میں مشترک ابحاث ذکر کی گئی ہیں لیکن ان میں سے یہاں پر نزول قرآن، اسباب نزول آیات، قرآن کریم کی تفسیر اور تاویل، قرآن کریم میں عجمی الفاظ کا استعمال اور اعجاز قرآن کی ابحاث ذکر کی جائیں گی۔ زبدۃ الاتقان کی ان پانچ ابحاث کا ذیل میں ذکر کیا جا رہا ہے:

أ. نزول قرآن

اس بحث میں ڈاکٹر محمد بن علوی مالکی نے سب سے پہلی نازل ہونے والی آیت کریمہ، مختلف اور متعدد موضوعات پر قرآن کریم کے نزول کی اولیت اور نزول کے اعتبار سے سب سے آخری آیت کریمہ سے متعلق گفتگو کی ہے۔ ایک رائے کے مطابق سب سے پہلے سورہ علق کی ابتدائی چار آیات کا نزول ہوا۔[12] دوسرے قول کے مطابق سب سے پہلے سورت مدثر نازل ہوئی۔ تیسری رائے کے مطابق سورت فاتحہ سب سے پہلے نازل ہوئی اور چوتھی رائے یہ ہے کہ سب سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا نزول ہوا۔[13] انہوں نے ان چاروں اقوال میں سے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔ اگر مختلف موضوعات پر نزول کی اولیت کو دیکھا جائے تو مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے سورت علق اور مدینہ منورہ میں سب سے پہلے

سورۃ بقرہ نازل ہوئی۔ مکہ مکرمہ میں سب سے آخر میں سورۃ المومنون جبکہ مدینہ منورہ میں سب سے آخر میں سورۃ براءۃ کا نزول ہوا۔ جہاد سے متعلق سب سے پہلے ﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا﴾[14]، شراب کی حرمت سے متعلق سب سے پہلے ﴿یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ﴾[15]"، سجدے والی سورتوں میں سے سب سے پہلے سورۃ النجم، کھانوں سے متعلق مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا﴾[16]"، اور مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ﴾[17] کا نزول ہوا۔[18] ایک رائے کے مطابق سب سے آخر میں ﴿یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ﴾[19]، بعض کے نزدیک ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰٓوا﴾[20]، کچھ کے نزدیک ﴿وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ﴾[21] جبکہ ایک قول کے مطابق آیتِ دَین کا نزول ہوا۔[22] آخری تین آیات قرآن کریم میں اسی ترتیب سے موجود ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان تینوں آیات کریمہ کا نزول سب سے آخر میں اکٹھا ہی ہوا تھا۔

ب. اسبابِ نزولِ آیات

قرآن کریم کی کچھ آیات کریمہ کا نزول ابتداءً ہوا جبکہ کچھ آیات کریمہ کا نزول کسی سوال یا واقعہ کے بعد ہوا۔ اگر کسی آیت کریمہ کا سبب نزول معلوم نہ ہو تو اس کا مفہوم اور معنی سمجھنے میں انسان غلط فہمی کا شکار ہو سکتا ہے۔[23] نبی اکرم ﷺ کی صحبت اختیار کرنا، آپ ﷺ کے احوال سے واقفیت حاصل کرنا، آیات کے نزول کی تحقیق کرنا اور خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نزول کا سبب بننا اسبابِ نزول کے مصادر ہیں۔[24] دلچسپی کی بات یہ ہے کہ ایک ہی آیت کریمہ کے اسبابِ نزول مختلف ہو سکتے جبکہ ایسا بھی ممکن ہے کہ مختلف آیات کریمہ کا سبب نزول ایک ہی ہو۔[25] کچھ ایسی آیات بھی موجود ہیں جن کے سبب نزول میں تکرار پایا جاتا ہے۔[26]

ج. قرآن کی تفسیر اور تاویل

تفسیر سے مراد وہ علم ہے جس میں قرآنی الفاظ سے انسانی طاقت کے مطابق اس طرح بحث کی جائے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد واضح ہو جائے۔[27] ابو عبیدہ اور کچھ لوگوں کا موقف یہ ہے کہ تفسیر اور تاویل مترادف الفاظ ہیں جبکہ امام راغب کی رائے کے مطابق ان دونوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ تفسیر کا اکثر استعمال الفاظ اور مفردات میں اور تاویل کا اکثر استعمال معانی اور جملوں میں ہوتا ہے، تاویل کا اکثر استعمال کتب الٰہیہ میں اور تفسیر کا استعمال کتب الٰہیہ اور دیگر کتب دونوں میں ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی تفسیر کو تین وجوہات کی بناء پر فضیلت اور مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ ایک یہ کہ اس کا موضوع وہ کلام الٰہی ہے جو تمام حکمتوں کا سرچشمہ اور تمام فضیلتوں کا خزانہ ہے، اس میں زمانہ ماضی اور مستقبل کی خبریں موجود ہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ اس کی غرض عروہ وثقی کو مضبوطی سے تھام لینا اور اس حقیقی کامیابی تک پہنچنا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی اور تیسری وجہ یہ کہ تمام دنیاوی اور دینی کمال علوم شرعیہ اور معارفِ دینیہ کا محتاج ہے اور ان تمام چیزوں کا انحصار اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ہے۔ ارشادِ رسول اللہ ﷺ، قول صحابی رضی اللہ عنہ، لغت اور کلام کے معنی اور قوتِ شرع کے مطابق

تفسیر کرنا تفسیرِ قرآن کے بنیادی ماخذ ہیں۔ ایک مفسر کے لیے لغت، علم النحو، علم الصرف، علم الاشتقاش، علم المعانی، علم بیان، علم بدیع، علم القراءۃ، اصول الفقہ، اصول الدین، اصول الفقہ، اسباب نزول اور قصص، ناسخ و منسوخ، علم الفقہ، مجمل و مبہم اور علم الموہبہ پر مہارت تامہ رکھنا ضروری ہے۔[28] ان علوم میں سے کسی ایک سے ناواقفیت کی وجہ سے انسان مفسر نہیں بن سکتا۔

د. قرآن کریم میں عجمی الفاظ کا استعمال

ایک رائے کے مطابق قرآن کریم کے تمام الفاظ عربی ہیں۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا﴾[29] کچھ محققین کا موقف ہے کہ قرآن کریم میں عجمی الفاظ کا استعمال بھی کیا گیا ہے جبکہ صحیح اور مفتی بہ قول کے مطابق کچھ عجمی الفاظ جب عربوں کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو عربی بنادیا۔ اس کے بعد قرآن کریم کا نزول ہوا۔[30] ڈاکٹر محمد بن علوی مالکی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

ه. اعجاز قرآن کا بیان

معجزات دو اقسام حسی اور عقلی میں منقسم ہیں۔ بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اکثر و بیشتر حسی معجزات عطا کیے تھے جبکہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو زیادہ تر عقلی معجزات عطا کیے گئے ہیں۔ آپ ﷺ کا سب سے بڑا عقلی معجزہ قرآن کریم ہے۔ اس کے سبب میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک رائے کے مطابق قرآن کریم فصاحت، بہترین اسلوب اور تمام عیبوں سے پاک ہونے کی وجہ سے معجزہ کہلاتا ہے۔ امام زملکانی کے نزدک اس کی خاص ترتیب و تالیف ہی اس کے معجزہ کا سبب ہے۔ ابن عطیہ کی رائے کے مطابق صحتِ معانی، الفاظ میں مسلسل فصاحت اور ترتیب اس کے معجزہ ہونے کا سبب ہیں۔[31]

التبیان فی علوم القرآن

التبیان کے مصنف کا تعارف:

ڈاکٹر محمد علی الصابونی کی پیدائش شام کے ایک مشہور شہر حلب میں ۱۹۳۹ء کو ہوئی۔ آپ ایک علمی خاندان سے وابستہ تھے۔ آپ کے والد گرامی اپنے دور کے جید اور ممتاز علماء و محققین میں شمار کیے جاتے تھے۔ ڈاکٹر محمد علی الصابونی اپنے خاندان کی اس روایت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔[32] آپ نے اپنے والد گرامی سے مختلف علوم و فنون کی کتب پڑھیں۔ پڑھنے کا یہ سلسلہ نہ صرف مدرسے میں جاری رہتا بلکہ گھر میں بھی آپ کا یہی شغل ہوا کرتا تھا۔ ملک شام کے بڑے بڑے محققین سے آپ نے استفادہ کرنے کے بعد حفظِ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی۔ درس نظامی کی باقاعدہ ڈگری آپ نے سرکاری مدرسے حاصل کرنے کے بعد جامعہ ازہر قاہرہ سے کلیہ شرعیہ میں سند فراغت حاصل کی۔ جامعہ ازہر سے ہی آپ نے قضاء شرعی میں تخصص کی سند بھی حاصل کی۔[33] تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے حلب

میں ہی ایک سرکاری سکول میں تدریس کے فرائض سر انجام دینے شروع کیے۔ کچھ سال گزرنے کے بعد آپ کو حکومت شام کی طرف سے جامعہ ملک عبد العزیز مکہ مکرمہ میں بھیج دیا گیا۔ جب جامعہ ملک عبد العزیز کو جامعہ ام القریٰ میں ضم کی گیا تو پھر آپ کی جامعہ ام القریٰ میں تقرری ہو گئی، جہاں آپ ۲۰ سال تک تدریس کرتے رہے۔[34] وہاں رہتے ہوئے ہی آپ نے تالیف و تصنیف کی طرف توجہ دینا شروع کر دی۔ آپ نے بیسیوں علمی موضوعات پر قلم اٹھایا۔[35] التبیان فی علوم القرآن اسی کڑی کا ایک حصہ ہے۔

التبیان فی علوم القرآن کی مشترک ابحاث

التبیان فی علوم القرآن میں ڈاکٹر محمد علی الصابونی نے علوم القرآن کے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ اس کی تقریباً سات ابحاث ایسی ہیں جو زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن سے مشابہت رکھتی ہیں۔ لیکن یہاں ان سات میں سے صرف پانچ ابحاث کا التبیان کے حوالہ سے ذکر کیا جا رہا ہے جو کہ نزول قرآن، اسباب نزول آیات، قرآن کریم کی تفسیر اور تاویل، قرآن کریم میں عجمی الفاظ کا استعمال اور اعجاز قرآن پر مشتمل ہیں۔ ان ابحاث کی تفصیل ذیل میں کی جا رہی ہے:

أ. نزول قرآن

قرآن کریم کے نزول کی ابتداء سورۃ علق سے ہوئی۔ سب سے پہلے اس کی ابتدائی پانچ آیات کا نزول ہوا۔ ابتداء سے متعلق انہوں نے کسی قسم کا کوئی اختلاف ذکر نہیں البتہ سب سے آخر میں نازل ہونے والے آیت کریمہ سے متعلق اچھا خاصا اختلاف ذکر کر کے راجح اور مفتی بہ قول کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سب سے آخر میں ﴿وَٱتَّقُواْ يَوۡمٗا تُرۡجَعُونَ فِيهِ إِلَى ٱللَّهِۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفۡسٖ مَّا كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُونَ﴾[36] کا نزول ہوا۔[37]

ب. اسباب نزول

ڈاکٹر محمد بن علوی مالکی نے سبب نزول کی بحث میں اگرچہ بڑی تفصیل ذکر کی ہے لیکن انہوں نے پوری بحث میں سبب نزول کی معرفت کے طرق ذکر نہیں کیے۔ البتہ ڈاکٹر محمد علی الصابونی نے یہ طرق اگرچہ زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان تو نہیں کیے لیکن کسی حد تک کافی معلومات فراہم کی ہیں۔ درست، صحیح اور قابل اعتماد روایت کے ذریعے سبب نزول کی معرفت حاصل کی جا سکتی ہے اور راوی خود صراحت کے ساتھ "سبب" کا لفظ بولے تو یہ صیغہ بھی سبب نزول پر دلالت کرتا ہے۔ ان کے نزدیک ایک ہی آیت کریمہ کے متعدد اسباب نزول ہو سکتے ہیں۔[38]

ج. قرآن کی تفسیر اور تاویل

متقدمین کے نزدیک تفسیر اور تاویل دونوں مترادف الفاظ ہیں جبکہ متاخرین کے نزدیک دونوں میں واضح اور نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ آیت کریمہ کے ظاہری معنیٰ کو تفسیر جبکہ آیت کریمہ کے متعدد معانی میں سے کسی ایک کو ترجیح

دینا تاویل کہلاتا ہے یا قرآن کریم کے ظاہری معانی کی وضاحت کو تفسیر اور وہ پوشیدہ معانی اور لطیف اسرار جن کا آیت کریمہ میں احتمال پایا جاتا ہے ان کے استنباط کو تاویل کہا جاتا ہے۔ تفسیر کو تین اقسام "تفسیر بالدرایۃ، تفسیر بالرایۃ اور تفسیر بالاشارۃ" میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ تفسیر بالدرایۃ سے مراد قرآن کریم کی قرآنی آیات، احادیث طیبہ یا اقوالِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے تفسیر کرنا کہلاتا ہے۔ اس کو تفسیر بالماثور بھی کہا جاتا ہے۔ تفسیر بالرائے میں رائے سے مراد ایسا اجتہاد ہے جو درست اصولوں اور ایسے عمدہ قواعد پر مبنی ہو جو نہ صرف سلیم ہوں بلکہ ان کی اتباع بھی کی جاتی ہو۔ مفسر کے لیے ان اصول و قواعد کی پیروی کرنا لازم ہے۔ یہاں رائے سے مراد نہ تو انسانی خواہشات ہیں اور نہ ہی اس طرح تفسیر کرنا مراد ہے جس طرح انسان کے دل میں خیال آئے۔ تفسیر بالرائے دو اقسام "محمود اور مذموم" پر مشتمل ہے۔ تفسیر محمود سے مراد ایسی تفسیر ہے جو شارح کی اغراض کے موافق، جہالت اور گمراہی سے بہت دور، لغت عربیہ کے قوانین کے مطابق اور قرآنی نصوص کو سمجھنے میں ان کے اسلوب پر اعتماد ہو۔ جبکہ تفسیر مذموم ایسی تفسیر کو کہا جاتا ہے جو بغیر علم کے یا پھر اپنی خواہشات کے مطابق کی جائے۔ تفسیر بالرائے کی قبولیت اور عدم قبولیت سے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک رائے کے مطابق اس کا قبول کرنا جائز نہیں ہے جبکہ جمہور کا موقف ہے کہ مخصوص شرائط کی بنیاد پر جائز ہے۔ تفسیر اشاری سے مراد قرآن کریم کی ایسی تاویل ہے جو ظاہر کے خلاف ہو۔ اس تفسیر کے قبول اور عدم قبول سے متعلق بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک رائے کے مطابق جائز ہے جبکہ ایک قول کے مطابق ناجائز ہے۔ تفسیر اشاری کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم کے الفاظ مبارکہ کے ظاہر کے خلاف نہ ہو، یہ دعویٰ نہ کیا جائے کہ صرف یہی معنیٰ مراد ہے نہ کہ ظاہری اور تاویل عقل سے ایسی بعید اور بہت کمزور نہ ہو جو لفظ کا محتمل نہ ہو۔ ایک مفسر کے لیے لغت عربیہ اور اس کے قواعد، علوم بلاغت، اصول فقہ، اسباب نزول، ناسخ و منسوخ، علم قراءۃ کی پہچان اور علم الموہبۃ پر مہارت رکھنا ضروری ہے۔[39]

د۔ قرآن کریم میں عجمی الفاظ کا استعمال

قرآن کریم میں عجمی الفاظ کے استعمال سے متعلق دو طرح کے اقوال ملتے ہیں۔ ایک رائے کے مطابق قرآن کریم کے تمام الفاظ عربی ہیں۔ کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو عربی نہ ہو۔ ان لوگوں نے ان تمام آیات کو دلیل بنایا ہے جن میں قرآن کریم کے عربی زبان میں نزول کا ذکر کیا گیا ہے۔ کچھ محققین کا موقف ہے کہ کچھ الفاظ ایسے ہیں جو عربی نہیں بلکہ عجمی ہیں۔ مثلاً مشکوٰۃ، کفل،]قسوۃ، قسطاس اور سجیل وغیرہ۔ ان میں سے مشکوٰۃ، کفل اور قسوۃ حبشہ زبان کے، قسطاس رومی زبان جبکہ سجیل فارسی زبان کا لفظ ہے۔[40] مصنف کا راجح موقف پہلا قول ہے۔

ہ. اعجاز قرآن

نبی اکرم ﷺ کو عطا کیے جانے والے معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔ بڑے بڑے فصحاء و بلغاء پوری کوشش کے باوجود نہ صرف اس کی ایک سورت بنانے سے قاصر رہے بلکہ ایک آیت لانے سے بھی عاجز رہے۔ قرآن کریم میں عام و خاص دو طرح کے مقابلہ کی دعوت دی گئی ہے۔ عام مقابلہ میں تمام انسان شامل ہیں جبکہ خاص مقابلہ صرف اہل عرب کے لیے تھا۔ معجزہ کا ایسا کلام ہونا جس پر صرف اللہ تعالیٰ قادر ہو، معجزہ کا کائنات کے طرق کے مخالف ہونا، نبوت کے مدعیٰ اس کو اپنی سچائی پر پیش کرنا، معجزہ کا نبی کے چیلنج کے موافق ہونا اور کسی بھی شخص کا مقابلہ کے طریقے پر اس کی مثل لانے پر قادر نہ ہونا معجزہ کی شرائط ہیں۔ قرآن کریم کے اعجاز کے اعتراف کے باوجود اس کے اعجاز کے سبب میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ کے نزدیک اس کا نظمِ غریب، بعض کے نزدیک اس کی فصاحت و بلاغت اور ایک رائے کے مطابق اس کا تناقض سے خالی ہونا ہی اس کے اعجاز کا سبب ہے۔[41]

تقابلی مطالعہ

زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن اور التبیان فی علوم القرآن دونوں کتب میں پانچوں ابحاث کو مجموعی طور پر بڑے ہی شاندار انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ البتہ انفرادی اعتبار سے نزولِ قرآن کی بحث میں ڈاکٹر محمد بن علوی مالکی کی تحقیق زیادہ جبکہ ڈاکٹر محمد علی الصابونی کم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زبدۃ الاتقان میں نزول کے اعتبار سے پہلی آیت، مختلف موضوعات سے متعلق پہلی آیت اور سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت سے متعلق مختلف اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔ سببِ نزولِ آیات کے ضمن میں ڈاکٹر محمد علی الصابونی نے سبب نزول کی معرفت کے مختلف طرق بھی ذکر کیے ہیں جو کہ زبدۃ الاتقان میں نظر نہیں آتے۔ التبیان میں قرآن کریم کی تفسیر اور تاویل کے ضمن میں تفسیر کی اقسام اور ان کے احکام بڑے جاندار انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ یہ چیزیں زبدۃ الاتقان میں مفقود ہیں۔ قرآن کریم میں عجمی الفاظ کے ضمن میں ڈاکٹر محمد بن علوی مالکی نے تین اقوال جبکہ ڈاکٹر محمد علی الصابونی نے دو اقوال ذکر کرکے وجہ ترجیح ذکر کی ہے۔ اعجازِ قرآن کریم کے ضمن میں زبدۃ الاتقان کی بحث میں معجزے کی اقسام کا ذکر کرنا اگرچہ اس کتاب کے تفرد پر دلالت کرتا ہے لیکن التبیان میں مقابلہ کی اقسام اور معجزہ کی شرائط ذکر کرنا بھی ایک منفرد تحقیق ہے۔

خلاصہ بحث

قرآن کریم کے سب سے پہلے مفسر نبی اکرم ﷺ تھے۔ اصحابِ رسول کو جب بھی کسی آیت کا مفہوم سمجھنے میں دشواری محسوس ہوتی تو نبی اکرم ﷺ اس کو حل فرمادیتے۔ اِن حضرات کو بھی علوم القرآن میں مہارت حاصل ہوگئی۔ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد یہی ہستیاں مرجع تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں باقاعدہ طور پر اُصول و قواعد کو مرتب کرنے کا کام شروع کردیا گیا۔ تابعین عظام علیہم الرحمہ نے مختلف علاقوں میں درس و تدریس کے

ذریعے اس علم میں وسعت پیدا کی۔ تیسری صدی ہجری میں یہ علم باقاعدہ ایک فن کی شکل اختیار کر گیا، محققین نے باقاعدہ طور پر اس فن کو کتابی شکل میں لانا شروع کر دیا۔ ہر آنے والے دور میں پہلے کی بانسبت اس کام میں تیزی اور نکھار آنے لگا۔ زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن اور التبیان فی علوم القرآن بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔ ان دونوں کتب میں بڑی خوبصورتی اور سہل انداز میں اس فن کی ابحاث کو نہ صرف بیان کیا گیا ہے بلکہ ان میں ایسی جدید ابحاث کا اضافہ بھی کیا گیا ہے جو دوسری کتب میں مفقود ہیں۔ ان میں چھ ابحاث مشترک ہیں۔ جن میں عمومی طور پر تو ایک جیسی بحث کی پیش کی گئی ہے صرف الفاظ اور بیان میں فرق ہے لیکن کچھ ابحاث تفرد سے کام لیا گیا ہے۔

سفارشات

زیر نظر موضوع سے متعلق چند سفارشات درج ذیل ہیں:

۱۔ جس طرح متقدمین علماء کرام نے قرآن کریم کے علوم میں غوطہ زن ہو کر متعدد علوم متعارف کرائے اسی طرح دور حاضر میں اس موضوع پر تخصص اور مہارت کی ضرورت ہے تاکہ قرآن کریم سے جدید موضوعات کا استنباط کیا جاسکے۔

۲۔ ایسے ماہرین کی اشد ضرورت ہے جو قرآنی علوم پر مہارت رکھتے ہوں نیز جدید سائنس ایسے موضوعات کا قرآن کریم سے استنباط کریں بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ قرآنی علوم کی روشنی میں ایسی جدید اسلامی سائنس کی بنیاد رکھی جائے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے دور کرنے کی بجائے قریب سے قریب تر کر دے۔

۳۔ ایک مسلم ریاست کی ذمہ داری ہے کہ حکومتی سطح ایسے محققین کی ایک کمیٹی تشکیل دے جو قرآن کریم میں غوطہ زن ہو کر علوم القرآن کی ابحاث میں اضافہ کرے۔

۴۔ مختلف جامعات کے اسلامیات کے شعبہ میں ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی طلباء کے لیے ایسے موضوعات کا انتخاب کیا جائے جو علوم القرآن کی ابحاث میں اضافے کا سبب بن سکیں۔

۵۔ دنیا میں اکثر مسلم ممالک کا شمار ترقی پذیر ممالک میں ہوتا ہے۔ اس کے کئی اسباب میں سے ایک سبب سائنسی علوم میں عدم دلچسپی ہے۔ قرآن کریم میں کئی جگہوں پر مسلمانوں کو تفکر و تدبر کی دعوت دی گئی ہے، لہٰذا یہ تفکر و تدبر ہی دورِ حاضر میں مسلمانوں کو ترقی کے راستے کی طرف گامزن کر سکتا ہے۔

۶۔ لوگوں کو علوم القرآن سیکھنے کی طرف راغب کرنے کے لیے ضروری ہے کہ محققین اپنے کتب اور مقالوں، اینکر پرسن اپنے ٹاک شوز اور کالم نویس اخبارات میں اس موضوع کا تذکرہ کریں۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ صالحہ عبدالحکیم، قرآن حکیم کے اردو تراجم، قدیمی کتب خانہ، کراچی، س ن، ص:54

2۔ الزرقانی، محمد عبدالعظیم، دارالکتاب العربی، بیروت، 1995م، 1/28

3۔ ابن ندیم، الفہرست، م ن، مصر، 1348ھ، ص:57-51

4۔ صالحہ عبدالحکیم، قرآن حکیم کے اردو تراجم، ص:56

5۔ الداؤدی، طبقات المفسرین، م ن، مصر، 1976م، 1/141

6۔ انصاری، عبدالحق، محدث اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت، فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور، اوکاڑہ، 2011ء، ص:25

7۔ انصاری، محدث اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت، ص:24

8۔ انصاری، محدث اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت، ص:24

9۔ انصاری، محدث اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت، ص:24

10۔ انصاری، محدث اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت، ص:26

11۔ انصاری، محدث اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت، ص:26

12۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب بدء الوحی، باب کیفیۃ الوحی، حدیث:1، 1/15

13۔ محمد بن علوی مالکی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، ص:11۔12

14۔ الحج:22/39

15۔ البقرۃ:2/219

16۔ الانعام:6/145

17۔ البقرہ:2/173

18۔ محمد بن علوی مالکی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، ص:13

19۔ النساء:4/176

20۔ البقرۃ:2/287

21۔ البقرۃ:2/281

22۔ محمد بن علوی مالکی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، ص:14

23۔ محمد بن علوی مالکی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، ص:15۔16

24۔ محمد بن علوی مالکی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، ص:17

25۔ محمد بن علوی مالکی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، ص:18۔19

26۔ محمد بن علوی مالکی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، ص:20

27۔ الذہبی، محمد حسین، التفسیر والمفسرون، مکتبہ وہبیہ، القاہرہ، 2000م، 1/15

28۔ محمد بن علوی مالکی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، ص:170

29۔ سورۃ یوسف:12/2

30۔ محمد بن علوی مالکی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، ص:52

31۔ محمد بن علوی مالکی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، ص:142

32۔ سکندری ادماثانی، منہج ابی الطیب والصابونی فی تفسیر آیات الاحکام (دراسۃ مقارنۃ) جامعۃ الرباط الوطنی، الخرطوم، سوڈان، 2015م، ص:8

33۔ عصام احمد عرسان شحادہ، الصابونی ومنہجہ فی التفسیر من خلال کتابہ صفوۃ التفاسیر، جامعۃ النجاح الوطنیۃ، نابلس، 2013م، ص:9

34۔ عصام احمد عرسان شحادہ، الصابونی ومنہجہ فی التفسیر من خلال کتابہ صفوۃ التفاسیر، ص:10

35۔ سکندری ادماثانی، منہج ابی الطیب والصابونی فی تفسیر آیات الاحکام (دراسۃ مقارنۃ) ص:17

36۔ سورۃ البقرہ:2/281

37۔ الصابونی، التبیان فی علوم القرآن، ص:22

38۔ الصابونی، التبیان فی علوم القرآن، ص:25

39۔ الصابونی، التبیان فی علوم القرآن، ص:83

40۔ الصابونی، التبیان فی علوم القرآن، ص:204

41۔ الصابونی، التبیان فی علوم القرآن، ص:92